راہِ سلوک میں آزمائش، حسنِ ظن اور اطاعتِ مرشد کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کو آزمائش کا میدان بنایا ہے۔ دنیا میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں جو امتحان سے مستثنیٰ ہو۔ خصوصاً جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی قربت، اصلاحِ نفس اور تزکیۂ باطن کی نیت سے راہِ سلوک و تصوف میں قدم رکھتا ہے تو اس کے لیے آزمائشوں کا ایک نیا باب کھل جاتا ہے۔ یہ آزمائشیں دراصل اس کے اخلاص، استقامت اور اللہ تعالیٰ پر بھروسے کو پرکھنے کے لیے ہوتی ہیں۔ مشائخِ طریقت نے ہمیشہ اپنے مریدین کو یہ تعلیم دی ہے کہ راہِ سلوک میں کامیابی صرف ان لوگوں کو ملتی ہے جو مشکلات کے باوجود ثابت قدم رہتے ہیں۔

آزمائش: فراوانی کی ہو یا تنگی کی

عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ آزمائش صرف تنگی، بیماری، غربت یا مشکلات کی صورت میں آتی ہے، حالانکہ قرآنِ مجید بتاتا ہے کہ فراخی اور خوشحالی بھی آزمائش ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **"اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی دونوں کے ذریعے آزماتے ہیں۔"** (سورۃ الانبیاء: 35)

لہٰذا جب کوئی شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ اس کے رزق میں وسعت پیدا ہو جائے، کاروبار بڑھ جائے، عزت و شہرت مل جائے یا دنیاوی آسائشیں حاصل ہو جائیں۔ یہ بھی امتحان ہے کہ آیا وہ اللہ کو یاد رکھتا ہے یا دنیا میں کھو جاتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ رزق میں تنگی آ جائے، کاروبار متاثر ہو، لوگوں کی مخالفت کا سامنا ہو یا گھریلو و معاشرتی مسائل بڑھ جائیں۔ یہ بھی آزمائش ہے کہ آیا بندہ صبر کرتا ہے یا گھبرا کر راستہ چھوڑ دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش انبیاء پر آتی ہے، پھر ان کے بعد ان لوگوں پر جو ان کے زیادہ مشابہ ہوں، پھر ان کے بعد۔"** (جامع الترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آزمائش اللہ کی ناراضی کی دلیل نہیں بلکہ بعض اوقات اللہ کے قرب اور محبت کی علامت ہوتی ہے۔

راہِ سلوک میں بعض لوگ ابتدائی مشکلات دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ذکر، عبادت یا اصلاح کی راہ اختیار کرنے کے بعد مسائل بڑھ گئے ہیں، اس لیے یہ راستہ درست نہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہو سکتی ہے۔ جب تک بندہ استقامت کے ساتھ قائم رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے خیر کے دروازے کھول دیتا ہے۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: **"بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"** (سورۃ البقرہ: 153)

لہٰذا کامیابی کا راز آزمائشوں سے فرار میں نہیں بلکہ صبر، استقامت اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھنے میں ہے۔

بدگمانی، بغض اور کینہ: روحانی ترقی کی سب سے بڑی رکاوٹ

راہِ تصوف کا مقصد دل کی اصلاح ہے۔ اگر دل میں حسد، بغض، کینہ اور بدگمانی موجود ہو تو ظاہری عبادات کے باوجود روحانی ترقی مشکل ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جب کوئی شخص اپنے پیر بھائیوں، ساتھیوں یا دوسرے مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی پیدا کر لیتا ہے تو اس کی روحانی خرابی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ شیطان انسان کو سب سے پہلے اسی دروازے سے گمراہ کرتا ہے۔ پہلے دل میں ایک شکوہ ڈالتا ہے، پھر بدگمانی پیدا کرتا ہے، پھر بغض اور کینہ جنم لیتا ہے اور آخرکار محبت و اخوت ختم ہو جاتی ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے: **"اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔"** (سورۃ الحجرات: 12)

اس مضمون کو سمجھانے کے لیے ایک مشہور حدیث نہایت اہم ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **"اب تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی آئے گا۔"**

چنانچہ ایک صحابی داخل ہوئے۔ اگلے دن پھر آپ ﷺ نے یہی فرمایا اور وہی صحابی آئے۔ تیسرے دن بھی یہی بات ہوئی اور وہی شخص حاضر ہوا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا۔ انہوں نے اس شخص کے ساتھ رہنے کی اجازت لی اور تین دن تک اس کے گھر میں قیام کیا تاکہ معلوم کریں کہ اس کی کون سی خاص عبادت اسے یہ مقام دلا رہی ہے۔

انہوں نے دیکھا کہ وہ کوئی غیر معمولی عبادت نہیں کرتا۔ آخر انہوں نے سبب پوچھا تو اس صحابی نے فرمایا:

"میرے پاس اس کے علاوہ کوئی خاص عمل نہیں، البتہ میں جب رات سوتا ہوں تو میرے دل میں کسی مسلمان کے لیے کینہ، بغض یا حسد نہیں ہوتا، اور اللہ نے کسی کو جو نعمت دی ہو اس پر میں حسد نہیں کرتا۔"

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"یہی وہ عمل ہے جس نے تمہیں اس مقام تک پہنچایا ہے، اور یہی وہ چیز ہے جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔"
(مسند احمد)

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کی صفائی کتنی بڑی نعمت ہے۔ بعض اوقات انسان کثرتِ عبادات کے باوجود اس مقام تک نہیں پہنچ پاتا جو ایک صاف دل رکھنے والا مسلمان حاصل کر لیتا ہے۔

لہٰذا ہر سالک کو چاہیے کہ اپنے دل کا محاسبہ کرے۔ اگر کسی پیر بھائی، ساتھی یا مسلمان کے بارے میں ناراضی، بغض یا بدگمانی پیدا ہو جائے تو فوراً اس کی اصلاح کرے، کیونکہ یہی چیز روحانی فیوض و برکات کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ بن سکتی ہے۔

مرشد کی طرف سے دی گئی ذمہ داری اور اس کی اہمیت

تصوف میں مرشد یا استاد صرف ذکر و اذکار کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اپنے شاگرد کی تربیت بھی کرتا ہے۔ ایک ماہر طبیب جس طرح ہر مریض کی حالت کے مطابق دوا تجویز کرتا ہے، اسی طرح ایک صاحبِ بصیرت مرشد ہر مرید کی استعداد، مزاج اور صلاحیت کے مطابق اس کے لیے ذمہ داریاں اور معمولات مقرر کرتا ہے۔

کسی کو خدمت کا کام دیا جاتا ہے، کسی کو تبلیغ کا، کسی کو علمی مطالعے کا، کسی کو ذکر کی کثرت کا اور کسی کو لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق کے ذریعے اصلاح کا موقع دیا جاتا ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مرید یہ سوچنے لگتا ہے کہ "میں اس کام کے قابل نہیں ہوں" یا "یہ ذمہ داری مجھ سے نہیں ہو سکتی"۔ اگر وہ اسی سوچ کے تحت ذمہ داری سے پیچھے ہٹ جائے تو اپنی تربیت کے ایک اہم مرحلے سے محروم رہ جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"اللہ کو وہ عمل زیادہ پسند ہے جو پابندی کے ساتھ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔"** (صحیح البخاری، صحیح مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی غیر معمولی صلاحیتوں میں نہیں بلکہ مسلسل عمل اور اطاعت میں ہے۔

قرآنِ مجید میں ہے: **"اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھاتے ہیں۔"** (سورۃ العنکبوت: 69)

لہٰذا جو شخص مرشد یا استاد کی جائز اور شرعی ہدایات کے مطابق اپنی ذمہ داری پوری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ترقی کے دروازے کھول دیتا ہے۔ ابتدا میں اگرچہ اسے اپنی کمزوری محسوس ہو، لیکن مستقل مزاجی کے ذریعے وہی کمزوری طاقت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس جو شخص ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے یا سستی اور غفلت کا شکار ہو جاتا ہے، وہ اپنی روحانی تربیت کے اہم مواقع ضائع کر دیتا ہے۔ راہِ سلوک میں کامیابی صرف علم سے نہیں بلکہ عمل، اطاعت، خدمت اور استقامت سے حاصل ہوتی ہے۔

نتیجہ

راہِ تصوف اور اصلاحِ نفس کی بنیاد تین اہم اصولوں پر قائم ہے: آزمائشوں پر صبر، مسلمانوں کے لیے دل کی صفائی، اور مرشد یا استاد کی جائز ہدایات پر عمل۔ جو شخص آزمائشوں سے گھبرا کر راستہ نہیں چھوڑتا، اپنے دل کو بغض و کینہ سے پاک رکھتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو اخلاص کے ساتھ ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ظاہری و باطنی کامیابیوں سے نواز دیتا ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان اللہ تعالیٰ کی رضا، قلبی سکون اور حقیقی معرفت کی منزلوں تک پہنچ سکتا ہے۔